آزادیٔ ذرائع ابلاغ کی حدود

☆ڈاکٹر محمد وسیم اکبر

آزادی کا مفہوم اور اہمیت

تاریخ انسانی کے اوراق اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ انسان نے جب سے فکر و شعور کی وادیوں میں قدم رکھا ہے اس نے ہمیشہ جسم و جان کی آزادی کے ساتھ حریت فکر کے ترانے گائے ہیں۔ شروع ہی سے انسان اپنی پسند کی جگہ پر رہنے' بسنے اور اپنے دل و ضمیر کی بات بر ملا کہنے کے حق کے لئے صعوبتیں برداشت کرتا آیا ہے۔ مختلف اقوام کی تاریخ پڑھنے سے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ مختلف زمانوں میں ہمیں اخلاقی اقدار' مذہب' وحی اور وجود باری تعالیٰ کے منکر تو مل جائیں گے مگر کوئی ایسا گروہ نہ مل سکے گا جس نے انسان کی تحریر و تقریر کی آزادی یا حریت فکر و شعور سے انکار کیا ہو۔

ابلاغ عام کے ذرائع کی ترقی نے آزادی اظہار کو بے حد اہم بنا دیا ہے۔ انسان نے یہ سفر صدیوں میں طے کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے اس موجودہ ترقی یافتہ دور میں شامل ہونے تک[1] بے شمار ادیبوں' شاعروں' قلم پردازوں اور صحافیوں نے اپنی جسمانی و دماغی صلاحیتوں کی قربانی دی ہے یہ تمام تر قربانیاں تحریر و تقریر کی آزادی کے لئے دی گئیں تاکہ ذرائع ابلاغ آزادی سے اطلاعات عوام الناس تک پہنچا سکیں' آیئے دیکھیں کہ آزادی ذرائع ابلاغ کا مفہوم و مقصد کیا ہے۔ ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں کہ۔

> ''کیا ابلاغ عامہ کے اداروں کے مالکان کی آزادی؟ منتظمین کی آزادی؟ کارکن صحافیوں کی آزادی؟ یا عوام کا حصول معلومات کا حق اور کیا یہ آزادی صحیح طور پر صحیح مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہے؟'' ☆

علاوہ ازیں یہ سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں کہ آزادی سے کیا مراد ہے اور بمقصد آزادی کیا ہوگا؟

کیا دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کی آزادی چاہیے؟

کیا فحاشی و عریانی پھیلانے کی آزادی درکار ہے؟

کیا الحاد و دہریت کے فروغ کی آزادی چاہیے؟

☆ شعبہ صحافت و ابلاغ عامہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان

کیاافواہیں پھیلانے کی آزادی چاہیے ؟
کیاذرائع ابلاغ سے رقص وسرود پیش کرنے کی آزادی چاہیے ؟
کیافحش تصاویر کی اشاعت کی آزادی درکار ہے ؟
کیاسرکاری قومی رازوں کے فاش کرنے کی آزادی چاہیے ؟
کیاوطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں پر ضرب لگانے کی آزادی چاہیے ؟
کیادوسروں پر الزام تراشی کی آزادی چاہیے ؟
یاکیادوسروں کی کردار کشی کی آزادی درکار ہے ؟

جہاں تک خبر شائع اور نشر کرنے کی آزادی' خبر کی تشریح کرنے کی آزادی اور ہر مسئلے کے دونوں پہلو پیش کر کے ڈر' خوف' حمایت یا خوشامد سے بالاتر ہو کر حق تنقید کا تعلق ہے۔ یہ آزادی ذرائع ابلاغ کے ماتھے کا جھومر ہے اور یہ آزادی عوام الناس کے ضمیر کی آواز ہے۔

عام طور پر آزادی ذرائع ابلاغ سے مراد حکومت وقت کی بے جامداخلت سے آزادی مراد لی جاتی ہے۔ کیونکہ بیشتر حکومتیں ذرائع ابلاغ کے منہ زور گھوڑے کو لگام دینے کے لئے مختلف قوانین' اصول' ضابطہ وضع کرتی ہیں۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ ضابطے عارضی ثابت ہوتے ہیں اور ایک مستقل قانون اور اخلاقی اصولوں کی ضرورت ہمیشہ سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔

آزادی کا خیال آتے ہی ذہن میں رکاوٹوں اور پابندیوں سے نجات کا تصور بھی ابھرتا ہے کیونکہ لفظ آزادی ''قید'' اور ''پابندی'' کی ضد میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی آزادی ملک ' قوم کو غلط راہوں پر جانے سے روکتی ہے یہ آزادی معاشرے سے گھٹن کی فضا ختم کر کے آسانیاں پیدا کرتی ہے اور برائیوں کی نشاندہی کر کے حالات کو سنوارنے کا راستہ دکھلاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد شمس الدین صاحب رقم طراز ہیں کہ ''ذرائع ابلاغ کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مدد سے معلومات فراہم کرنے کی آزادی ہو' معلومات چھپنے اور نشر کرنے کی آزادی ہو' مسائل کی تشریح اور تاویل کی اجازت ہو اور ہر مسئلے کے مختلف پہلو پیش کر کے رائے کے اظہار کی آزادی ہو' اظہار رائے کی آزادی میں ہر ایسے مسئلہ پر نکتہ چینی شامل ہے جو حکومتی ادارے یا معاشرے کے کسی طبقے نے کیا ہو''۔ ☆۲

ذرائع ابلاغ کو معاشرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا' ذرائع ابلاغ اگر آزاد ہوں گے تو معاشرہ صحت منداور مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گا۔ درحقیقت ذرائع ابلاغ کی آزادی کی مثال اس تازہ پانی کی سی ہے جو معاشرے کے جوہڑ سے گندے افکار کو بہا کر لے جاتا ہے اور اس کی جگہ نئے اور تازہ افکار کے پھول کھلا دیتا ہے جو معاشرہ اپنے افراد کے تازہ افکار و نظریات' خیالات اور احساسات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے وہ اندر سے کمزور اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

آزادی وذمہ داری لازم وملزوم ہے

ذرائع ابلاغ کی آزادی حکومت اور عوام کی آزادی اور وقار کی علامت ہے۔اس آزادی کا غلط استعمال ملک و قوم دونوں کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔اس لئے آزادی کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر معاشرے میں ذرائع ابلاغ پر کچھ پابندیاں حکومت کی طرف سے عائد کی جاتی ہیں۔کچھ قانونی پابندیاں ہوتی ہیں' کچھ علاقائی اصول وروایات ہوتے ہیں اور کچھ اخلاقی پابندیاں اخبارات خود اپنے اوپر عائد کرتے ہیں ان پابندیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قومی مفاد و ملکی یکجہتی کے منافی مواد کی اشاعت کو روکا جائے' ذرائع ابلاغ کو قانون ساز اداروں کے احترام پر مجبور کیا جائے۔فحش مواد کی اشاعت سے اجتناب برتا جائے' ملکی دستور کے خلاف نہ لکھا جائے' مختلف مذاہب و مسالک کا احترام کیا جائے' آسمانی کتب پر نکتہ چینی نہ کی جائے اور افواج وطن کے امیج کو خراب نہ کیا جائے۔پروفیسر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ۔

''دنیا کے ہر ملک کے دستور میں خواہ وہ آمرانہ ہو یا اشتراکی یا جمہوری' آزادی اظہار کی حفاظت و بقاء کی ضمانت دی گئی ہے۔لیکن قطعی آزادی نہ دنیا میں کبھی رائج ہوئی ہے نہ ہو گی۔ہر آزادی کے ساتھ کچھ پابندیاں ضرور ہوتی ہیں اور یہ نہ ہوں تو انسانی معاشرہ درہم برہم ہو جائے اور انسان انسان کو جینے نہ دے۔ان پابندیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں امن وامان قائم رہے' اخلاقی اقدار کو ٹھیس نہ پہنچے' آزادی کا مطلب لاقانونیت یا نراج نہیں ہوتا' آزادی اپنے جلو میں کچھ حقوق لاتی ہے اور یہ ہمیشہ ذمہ داریوں سے عبارت ہوتی ہے''۔☆ ۳

ایک اسلامی ریاست کے تحت کام کرنے والے ذرائع ابلاغ مادر پدر آزاد نہیں ہو سکتے انہیں کچھ اخلاقی اصولوں کی پیروی کرنا ہوتی ہے۔عملی طور پر انسانی معاشرے میں تمام پابندیوں کو برا نہیں سمجھا جاتا جو پابندیاں مفاد عامہ کے لئے ہوں انہیں پسندیدہ سمجھا جاتا ہے' ایک منصفانہ سماجی نظام اخلاقی پابندیوں ہی سے عبارت ہوتا ہے' جس طرح آزادی کے لفظ میں پسندیدگی کا پہلو ہے اسی طرح بے لگامی کا لفظ میں ناپسندیدگی کا عنصر شامل ہے۔

''آزادی کے معنی بے مہاری نہیں ہیں' گھوڑے کے منہ میں لگام اور اونٹ کے منہ میں نکیل نہ ہو تو وہ اپنے سوار کو منزل پر پہنچانا تو کجا شاید زندہ سلامت بھی نہ چھوڑے۔پابندیاں انفرادی اغراض کی بجائے اجتماعی مفاد میں ہوں تو آزادی کی محافظ ہوتی ہیں۔پابندی کی حیثیت باڑھ کی سی ہے جو کھیت کی حفاظت کے لئے لگائی جاتی ہے ہاں باڑھ خود کھیت کو کھانے لگے تو کھیت کے رکھوالے اسے اکھاڑ پھینکتے ہیں'

قدیم زمانوں میں شہروں کے گرد فصیلیں شہروں کی حفاظت کے لئے تعمیر کی جاتی تھیں' دیوار چین اس کی سب سے نمایاں مثال ہے۔ آج سرحدوں کے گرد چوکیاں اور حفاظتی حصار آزادی کے تحفظ کے لئے قائم کیے جاتے ہیں۔ خاندانوں کو چار دیواری کی حفاظت میسر نہ ہو تو ان کی آزادی ایک لمحہ بر قرار نہیں رہ سکتی' اللہ کی قائم کردہ حدود یعنی اللہ کی پابندی ہماری آزادی کی حفاظت کرتی ہیں' انہیں توڑ دیا جائے تو ہماری آزادیاں سلب اور پامال ہو جاتی ہیں' مادر پدر آزادی کا مہذب انسانی معاشرے میں کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ذرائع ابلاغ بھی اس سے مستثنی نہیں ہیں' ان کی آزادی' وطن کی آزادی' اس کے شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ اور اس کے شہریوں میں اپنے مستقبل پر یقین و اعتماد قائم رکھنے کی ذمہ داریوں سے بے نیاز ہو جائے تو پھر یہ فتنہ بن جاتی ہے''☆۴

اسلام میں مادر پدر آزادی نہ کسی فرد کو حاصل ہے اور نہ کسی جماعت کو اور نہ ہی کسی خاص طبقہ کو۔ اسلام چند پابندیوں کے ساتھ ایک دائرہ کار کے اندر فرد' جماعت یا اداروں کو آزادی دیتا ہے ان پابندیوں کا مقصد مفاد عامہ کا تحفظ ہوتا ہے تاکہ ذرائع ابلاغ آزادی کا غلط فائدہ اٹھا کر معززین اور شرفاء کی پگڑیاں نہ اچھالیں' جھوٹی اور بے سروپا خبروں کی اشاعت سے معاشرے میں انتشار پیدا نہ کریں' دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور اپنے فرائض دیانت داری اور خدا خوفی سے ادا کریں' ان مقاصد کے حصول کے لئے ذرائع ابلاغ پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی جاتی ہیں' یہی وجہ ہے کہ

''مکمل آزادی دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ہنگامی صورت حال میں آزادی صحافت میں کمی کر دی جاتی ہے۔ ان ممالک میں ذرائع ابلاغ ہنگامی حالات میں خود بھی اپنی یہ ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ ایسی معلومات افشاء نہ کریں جو ملکی سالمیت کے خلاف ہوں۔ جب خارجہ پالیسی میں کوئی نازک موقع درپیش ہو تو ذرائع ابلاغ کو احتیاط کا مشورہ دیا جاتا ہے' ایک خاص حد کے اندر رہتے ہوئے ملکی مفاد کے پیش نظر بعض معلومات کو خفیہ رکھا جاتا ہے....... ذرائع ابلاغ کی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اخلاقی ذمہ داریاں پوری نہ کی جائیں' صحت معلومات' غیر جانبداری اور شائستگی داری ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے''۔☆۵

ایک عام مقولہ ہے کہ ''محبت اور جنگ میں ہر شے جائز ہے'' لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے محبت اور جنگ کے بھی اصول اور کچھ قاعدے ہیں۔ مثلاً جنگ کی مثال ہی لیجئے' اسلامی تعلیمات کی رو سے جنگ رنگ و نسل اور علاقہ و زبان کے تعصبات سے بالاتر ہو کر دفاع وطن کے لئے فی سبیل اللہ لڑی جاتی ہے اور پھر دوران جنگ یہ پابندی ہے کہ زخمی' بوڑھے' عورت اور بچے پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ حالت جنگ میں مویشیوں' کھڑی فصلوں کو تباہ نہ کیا جائے۔ گویا اسلام ہمیں دستر خوان سے لے کر میدان جنگ تک ہدایات فراہم کرتا ہے۔ کچھ اخلاقی پابندیاں عائد کرتا ہے' چنانچہ ایک اسلامی معاشرے میں ذرائع

ابلاغ مغربی معاشرے کی طرح بے مہار ہوتے ہیں اور نہ ہی اشتراکی یا آمرانہ نظام حکومت کی طرح ان پر بے جا پابندیاں لگائی جاتی ہیں بلکہ ابلاغ کے نظریہ سماجی ذمہ داری "Social Responsibility" کی طرح ذرائع ابلاغ کچھ اخلاقی پابندیوں کے ساتھ آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں تاکہ وہ زیادہ خلوص زیادہ دیانتداری اور زیادہ ذمہ داری سے اپنے فرائض سرانجام دے سکیں۔

"اخبارات کو اپنے اوپر کچھ خود ساختہ پابندیاں عائد کرنی چاہئیں تاکہ قومی مفادات کے منافی اور ضرر رساں خیالات کی اشاعت کی بجائے وہ ایسے خیالات و افکار کی تشہیر کریں جس سے قومی یکجہتی کو تقویت پہنچے اور ملک کی جذباتی و فکری سالمیت مضبوط تر ہو اس کا کام ملک کے مروجہ قوانین کی برتری قائم رکھنا بھی ہے، مثلاً اخبارات کتنے ہی آزاد کیوں نہ ہوں انہیں آزادی کے تحت ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی انصاف پسندی اور عدل گستری پر نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان کی توہین کا باعث بننا چاہیے نہ انہیں ملک میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے چاہیے کوئی حکومت اخبارات کو ایسی لا محدود آزادی نہیں دے سکتی جس سے ملک کے نظم و نسق کی صورت حال خطرے میں پڑ جائے، بایں ہمہ اخبارات کو کسی مبنی بر انصاف اور حق بجانب معاملے کی سربلندی اور حمایت کرنے میں محض اس لئے خوف نہیں کھانا چاہیے کہ اس سے خدمت کی مشینری یا بعض موثر مفادات پر زد پڑتی ہے" ☆۶

اگر آئین پاکستان میں بھی آزادی تحریر و تقریر کو تسلیم کیا گیا ہے، اور یہ آزادی ملک و قوم کا وقار ہے۔ لیکن ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ اس آزادی کو حق اور سچ کی اشاعت کے لئے استعمال کریں چنانچہ ضروری ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ جھوٹے الزامات بہتان طرازی، اخلاق سوز تحریری مواد اور فحش گوئی سے اجتناب کریں افراد کی نجی زندگی (Private Life) سے متعلق خبروں میں احتیاط برتی جائے اور ملک کے مختلف طبقات، گروہوں کے درمیان نفرت و تصادم کی فضاء کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں کیونکہ حقیقی آزادی اسی وقت حاصل ہو گی جب ذرائع ابلاغ اپنے اوپر کچھ اخلاقی پابندیاں عائد کر لیں گے اور احساس ذمہ داری خود انضباطی (Self Discipline) اور دیانتداری سے خبروں کی رپورٹنگ کی جائے گی یہ صحت مندانہ روش ملک و قوم کی کامیابی و خوشحالی کی نوید ہو گی۔

درحقیقت ذرائع ابلاغ کی آزادی اخلاقی ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط ہے، گویا آزادی و ذمہ داری دریا کے دو کنارے ہیں جو ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں جب ایک کنارہ ساتھ چھوڑتا ہے تو دریا کا پانی کناروں سے باہر نکل کر طغیانی سیلاب اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

؎ شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا

آزادی ذرائع ابلاغ کی حدود

پہاڑ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اس کی ایک حد ہوتی ہے جسے ''چوٹی'' کہتے ہیں۔ سمندر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جسے ''ساحل'' کہتے ہیں۔ چنانچہ ذرائع ابلاغ کی آزادی کے لئے بھی چند حدود و دائرہ کار کا ہونا لازمی ہے۔ اگرچہ ذرائع ابلاغ کی تیز رفتاری و اثر پذیری بہت وسیع اور ہمہ گیر ہے لیکن اس کی چند اخلاقی حدود بھی ہیں جن سے تجاوز ملک و قوم اور معاشرے کے لئے نقصان کا باعث ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

ادخلو فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطن۔(البقرہ۔۲۰۸)

ترجمہ :۔ تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔☆ ۷

۱) قرآن عظیم الشان کا یہ حکم زندگی کے ہر شعبے اور ادارے کے لئے ہے چنانچہ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ اسلام کی قائم کردہ حدود کے اندر رہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کریں۔

''اسلامی نظام میں فرد' ریاست اور اخبارات سبھی احکام و حدود کے پابند ہوتے ہیں' سب کا مقصد خیر کا فروغ اور شر کا انسداد ہوتا ہے' سب کے حقوق و فرائض اور دائرہ ہائے کار متعین ہوتے ہیں' کسی کا یہ حق نہیں کہ وہ اپنی حد سے تجاوز کرے یا اللہ کی مقرر کردہ حد کو توڑے''۔☆ ۸

گویا ذرائع ابلاغ کی آزادی کی حدود یہ ہیں کہ وہ یہ نیکی و شرافت کے فروغ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں مگر شر انگیزی و فتنہ انگیزی کے لئے اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اسلام تمام ذرائع ابلاغ کو عوام الناس کی بہتری اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں پاکیزگی' نیکی و دیانت' شہادت حق اور قیام انصاف کے فریضہ کی انجام دہی پر مامور دیکھنا چاہتا ہے۔

''ابلاغ کے معنی پھیلانے اور پہنچانے کے ہیں' اسلام نے طے کر دیا ہے کہ پھیلانے اور پہنچانے کی چیز صرف معروف ہے' یہ ان کا ایجابی و فروغی کردار ہے اس کا سلبی (Negative) اور دفاعی (Defensive) یا حفاظتی (Protective) کردار یہ ہے کہ منکرات کو دبانے اور مٹانے کا فریضہ انجام دیں۔ اسلامی اقدار پر جس سمت سے کوئی حملہ ہو اس کا منہ توڑ جواب دیں گویا فروغ خیر اور انسداد شر ان کا بنیادی کام ہے''۔☆ ۹

2) عام خبروں کی اشاعت کے لئے نجی و سرکاری ذرائع ابلاغ کو اپنی حدود متعین کرنی چاہیں' بلکہ اپنے لئے ایک جامع ضابطہ اخلاق ترتیب دے کر عمل پیرا ہونا چاہیے' کہ سچی خبروں کو چھپایا نہ جائے اور مختلف واقعات' ہنگاموں اور ہڑتالوں و جلوسوں کی خبریں تصویریں اور سرخیاں اس طرح نہ دی جائیں کہ

اس سے اشتعال پھیلے یا کسی فریق کا دوسرے فریق کے خلاف رد عمل ابھر کر سامنے آئے یا تصادم کی صورت حال پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ڈاکٹر مسکین علی حجازی رقم طراز ہیں کہ۔

''ذرائع ابلاغ پر کوئی ایسی چیز شائع یا پیش نہ کی جائے جس سے عوام کے مختلف گروہوں میں کشیدگی پیدا ہو یا علاقائی گروہوں میں رنجش بڑھے اور ان کے درمیان اختلافات کو ہوا ملے''۔☆۱۰

3) ذرائع ابلاغ کو لوگوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا چاہیے چنانچہ مذہبی کتابوں' آسمانی صحیفوں' مختلف فرقوں' مسالک اور علماء کی عزت و احترام کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔ اسلامی شعائر اور قوانین کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ خلاف مذہب و تہذیب مواد کی اشاعت سے گریز کرنا چاہیے۔

4) ذرائع ابلاغ کو فحش مواد کی اشاعت سے قطعاً اجتناب برتنا چاہیے خواہ وہ تصویر کی صورت میں ہو یا تحریر کی صورت میں' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تقربو الفواحش ماظہر منہا و ما بطن۔(سورۃ الانعام۔۱۵۱)

ترجمہ :۔ اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی ہوئی۔☆۱۱

چنانچہ اخباروں' رسائل اور ٹیلی ویژن کے ذریعے خواتین کے نیم عریاں جسم کی نمائش نہیں ہونی چاہیے اور ٹیلی ویژن پر فحش مکالمے' ذو معنی جملے اور حیا سوز گیت ٹیلی کاسٹ نہ کیے جائیں' علاوہ ازیں مخرب اخلاق مواد' اسکینڈلز اور جنسی تشدد کی خبروں کی اشاعت سے گریز کرنا چاہیے۔

5) دوسروں کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کی جائے' مختلف افراد' اداروں اور گروہوں کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے۔ ''دوسروں کی پگڑی اچھالنا آسان کام ہے لیکن یہ صحافتی آزادی کا انتہائی غلط استعمال ہوگا' جب صحافی عوام کے حقوق کا نگہبان ہے تو اسے دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا ہوگا' ایک شخص کی آزادی کی حدیں وہیں ختم ہو جاتی ہیں جہاں سے دوسرے شخص کی آزادی کی حدیں شروع ہوتی ہیں''۔☆۱۲

6) جرائم کی خبروں کی اشاعت کے سلسلے میں بھی انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ذرائع ابلاغ کا فرض ہے کہ وہ جرائم کی بیخ کنی کے لئے قانون ساز اداروں کی معاونت کریں' مگر مجرموں کو ہیرو بنا کر پیش نہ کریں۔ مجرم کے رشتہ داروں' محلہ داروں اور دوستوں کے کردار کو نہ اچھالیں' جرم کی کوئی خبر جرم کی طرف رغبت کا باعث نہ بنے' اس لئے رپورٹر حضرات کو جرم کی جزئیات فراہم کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

''نہ جرم کو کارنامہ کی صورت دیجئے نہ مجرم کو بہادر ظاہر کیجئے۔ جنس و جرم کی کوئی خبر جب تک واقعی نہایت اہم نہ ہو اسے اہمیت نہ دیجئے۔ ایسی تفاصیل بیان نہ کیجئے جس سے دوسروں کو نقل یا تقلید کی ترغیب ہو' وحشیانہ قتل' سخت اذیت پہنچانے کی واردات' جسمانی عذاب وغیرہ کی تفاصیل نہ دیجئے' جنسی

جرائم کی کوئی تفصیل نہ دیجئے۔ ایسی خبریں اس انداز میں لکھیں کہ انہیں گھر کے سب افراد کے سامنے بلند آواز سے پڑھا جا سکے'' ☆۱۳

علاوہ ازیں مسخ شدہ نعشیں، جھلسے ہوئے چہرے، رستے ہوئے زخم، خون آلودہ کپڑے اور خون آلودہ چھرے یا کلہاڑوں کی تصاویر بھی شائع نہ کی جائیں تاکہ جرائم کی خبروں میں تشدد کی حوصلہ افزائی نہ ہونے پائے۔

7) قانون ساز اداروں۔ عدالتوں اور ججوں کے وقار کو ملحوظ رکھا جائے، ان کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال نہ کیے جائیں، ملکی قوانین، حدود و تعزیرات پر تنقید نہ کی جائے، علاوہ ازیں عدالتوں کے نظم و نسق میں مداخلت نہ کی جائے۔

8) قومی مفاد و ملکی سلامتی سے متعلق خفیہ معلومات اور دستاویزات منظر عام پر نہ لائی جائیں مسلح افواج کی عزت و وقار کا خیال رکھا جائے اور نظریہ پاکستان اور سالمیت پاکستان کو مجروح نہ کیا جائے۔ آئین پاکستان اور صدر پاکستان کی ذات پر حملے نہ کیے جائیں۔

9) سچائی ابلاغ کی روح ہے، ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ جھوٹی اور بے سروپا اطلاعات اور منفی پروپیگنڈا پھیلا کر قانون اور شرع کے مجرم بننے سے گریز کریں، افواہوں کا تدارک کریں تاکہ معاشرے میں ذہنی انتشار، بے سکونی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا نہ ہو اور امن و امان کی صورت حال برقرار رہے۔

10) موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ ایک موثر قوت کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ رائے عامہ کے بناؤ اور بگاڑ پر قدرت رکھتے ہیں چنانچہ مبنی بر حقیقت سچی خبروں و اطلاعات سے عوام کو سیدھی راہ دکھائی جا سکتی ہے، جب کہ جھوٹی اور من گھڑت خبروں سے وقتی طور پر لوگوں کو گمراہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ذرائع ابلاغ کی یہ حدود مقرر کی ہیں کہ اسلام کے دائرے کے اندر انہیں جو آزادی حاصل ہے وہ اس کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور سچی خبروں کی اشاعت میں اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور معاشرے میں اخوت، محبت اور بھائی چارے کی فضاء استوار کریں۔ ذرائع ابلاغ کا فرض ہے کہ وہ اپنی آزادی کو امن و عامہ کی صورت حال خراب کرنے، قومی ہیروز کی تذلیل کرنے، وطن دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرنے، نظریہ پاکستان کی مخالفت کرنے، صوبائیت و لسانیت کے فروغ، فحاشی و بے حیائی کے پھیلانے اور سنسنی خیز اور گمراہ کن خبروں کی اشاعت کے لئے استعمال نہ کریں۔ ایک اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کی آزادی نیکی و خیر کے فروغ کے لئے ہے چنانچہ انہیں اپنے تمام معاملات میں آخرت کی جوابدہی کے احساس کے ساتھ احتیاط کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات۔ References

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر	مصنف / مترجم	مطبوعہ	سن اشاعت
۱۔	صحافتی ذمہ داریاں	8	احسن اختر ناز	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	1990
۲۔	ابلاغ عام کے نظریات	49	ڈاکٹر محمد شمس الدین		
۳۔	فن صحافت	247	پروفیسر عبدالسلام خورشید	مکتبہ کاروان۔ لاہور	1988
۴۔	ہفت روزہ تکبیر		مضمون محمد صلاح الدین	گلبہار پریس کراچی	۱۹، اپریل ۱۹۸۷
۵۔	ابلاغ عام کے نظریات	50	ڈاکٹر محمد شمس الدین	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	1990
۶۔	مبادیات اخبار نویسی	33	فرخندہ ہاشمی	ملک بک ڈپو۔ لاہور	1987
۷۔	قرآن حکیم سورۃ البقرہ آیت نمبر 208				
۸۔	اسلامی صحافت	71	سید عبید السلام زینی	ادارہ معارف اسلامی لاہور	1988
۹۔	مقالہ :۔ اسلامی اقدار کے تحفظ میں ذرائع ابلاغ کا کردار	8	محمد صلاح الدین	دعوت اکیڈمی اسلام آباد	1987
۱۰۔	مضمون پاکستان میں آزادیٔ ضمانت اور تعین حدود کا مسئلہ		ڈاکٹر مسکین علی حجازی	روزنامہ نوائے وقت لاہور	
۱۱۔	قرآن حکیم سورۃ الانعام آیت ۱۵۱				
۱۲۔	مضمون میڈیا ضمیر کی آواز		ہمایوں اختر خان	روزنامہ پاکستان لاہور	31.1.92
۱۳۔	فن صحافت	235-36	پروفیسر عبدالسلام خورشید	مکتبہ کاروان۔ لاہور	1988